Digitized by Khilafat Library Rabwah.

اشاعۃ السنۃ النبویہ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر ششم — جلد دوم

بابت ماہ جمادی الثانیہ ۱۲۹۶ھ مطابق جون ۱۸۷۹ء

جو دو حصوں پر منقسم ہے

حصہ اوّل میں بعض مضمون کانشس کے متعلق بحث ہے — حصہ دوم میں بعض بحثوں اور مضمونوں کا جواب نکالا ہے

سید احمد خان صاحب بہادر سی۔ ایس۔ آئی نے پرچہ اول تہذیب الاخلاق ۱۲۹۶ ہجری میں شائع کیا

معہ ضمیمہ

جو سید محمد خان صاحب کے اس مضمون کا جواب ہے جس میں انہوں نے اہل حدیث کو وہابی کہا ہے

منجانب ابوسعید محمد حسین لاہوری

اشتہار شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

(۱) یہ رسالہ ہندسی ہر ملکی یا قومی یا قوموں سے اسمیں تعین فرض نہیں

(۲) اسکی عام قیمت آٹھ آنہ ماہوار ہے۔ اور خاص قیمت جو اغنیاء و رؤسا سے لیجاتی ہے کم سے کم ایکروپیہ ہے اور بعض اغنیاء دو دو تین تین روپیہ بھی دیتے ہیں وہ لوگ انجمن اشاعۃ السنہ کے ممبر ہیں

(۳) شمارہ ۱۲ کا پرچہ جو کمیاب یا نایاب ہیں اسلئے ان سالوں کے پورے چھ پرچے ترتیب ایکروپیہ ہوا ہے

کم کو نہیں مل سکتے۔

(۴) جسکے نام یہ پرچہ بلا درخواست جاتا ہے وہ اسکی قیمت چندہ واجب الادا سمجھیں جس مہینہ سے پرچہ وصول پائیں

(۵) زر چندہ بذریعہ ہنڈوی منی آرڈر ارسال فرماویں اگر نوٹ یا ٹکٹ بھیجیں تو بذریعہ رجسٹری بھیجیں ٹکٹ آدھ آنہ دو آنہ کے ہوں تو انکے ساتھ فی روپیہ آدھ آنہ بابت فیس زیادہ بھی ہو۔

مطبع مصطفای لاہور میں طبع ہوا

اطلاع — آئندہ سال سے اس رسالہ کا حصہ دوم جو مضامین جواب الجواب پر مشتمل ہوگا۔ علیحدہ شائع ہوگا۔

اور **غزالی** نے یہ بھی کہا ہے کہ شیطان کو عرش اور لوح محفوظ کی صورت بن جانے کی قدرت ہی۔ جسکے مشاہدہ سے صاحب کشف یہ گمان کرتا ہے کہ میں نے عرش یا لوح سے علم حاصل کیا ہے۔ اور واقع مین وہ شیطان سے ہوتا ہے۔ چنانچہ **امام شعرانی** کہ وہ بھی بڑے صوفی والہامی مشہور ہین اور مشاہدہ عین شریعت و دوزخ و بہشت کے اپنی اُن آنکھون سے مدعی اور کشف والہام کی بڑے بھارے معتقد **میزان کبری** صفحہ (١٣) مین فرماتے ہین۔

فان قلت فلاشئ لم یوجب العلماء بالله تعالی العمل بما اخذه العالم من طریق الکشف مع کونه ملحقا بالمنصوص فی الصحة عند بعضهم فالجواب لیس عدم ایجاب العلماء العمل بعلوم الکشف من حیث ضعفها ونقصها عما اخذه العالم من طریق النقل الظاهر - وانما ذلك للاستغناء عن عدّه فی الموجبات بصرائح ادلة الکتاب والسنة عند القطع بصحة ای ذلك الکشف فانه حینئذ لا یکون الا موافقا لها - اما عند عدم القطع بصحته فمن حیث عدم عصمته

اگر تو سوال کرے کہ جس بات کو طریق کشف سے کوئی عالم حاصل کرتا ہے - باوجودیکہ وہ بنصوص کے نزدیک حکم صحت مین نصوص (آیت یا حدیث) سے ملحق ہے پھر اسپر عمل کرنیکو علمار نے کیون واجب نہین کیا تو جواب اسکا یہ ہے کہ علمار کا اسپر عمل کرنیکو واجب نکہنا اس سبب سے نہین کہ وہ ضعیف ہی اور اس علم کی نسبت (جو علمار طریق ظاہری نقل سے اخذ کرتے ہین) ناقص ہے وہ تو فقط اسلئے ہے کہ کتاب وسنت کے ہوتے کشف کو (جو صحیح قطعی ہو) حجت و دلیل ٹہیرانے کی حاجت نہین - اسلئے کہ وہ قطعی ہونے کی صورت مین کتاب وسنت کے موافق ہی ہوگا - یعنے پھر اسکو حجت مستقل ٹہیرانے کا کیا فائدہ اور اگر کشف کی صحت کا یقین نہوا اور وہ اسجگہہ ہی جہان اُسکے حاصل کرنیوالے میں عصمت

(۱۶۱)

الاخذ لذلك العلم فقد يكون
دخله التلبيس من ابليس فان
الله تعالى قد اقدر ابليس كما قال
الغزالي على ان يقيم للمكاشف
صورة المحل الذي يأخذ علمه
منه من سماء او عرش او كرسي
او قلم او لوح - فربما ظن المكاشف
ان ذلك العلم عن الله تعالى
فاخذ به فضل واضل
فمن هذا اوجبوا على المكاشف
ان يعرض ما اخذه من العلم من
طريق كشفه على الكتاب والسنة
قبل العمل به فان وافق فذاك
والا حرم عليه العمل به

نہین تو وہان تلبیس ابلیس کا دخل ہی اسلئے اللہ تعالے
نے شیطان کو چنانچہ غزالی وغیرہ نے کہا ہے یہ
قدرت دی ہے کہ وہ صاحب کشف کے سامنے اسکے
محل کشف کی جس سے وہ علم لیتا ہے آسمان کی
صورت بنا دی یا عرش کی یا کرسی کی یا قلم کی یا لوح محفوظ
کی - پھر بسا اوقات صاحب کشف سمجھتا ہے کہ یہ لینے
خدا تعالے سے علم حاصل کیا ہے سو اسکو لیتا ہے
پس آپ بھی گمراہ ہوتا ہے اور لوگونکو بھی گمراہ
کرتا ہے -
اسی جگہہ سے علماء نے صاحب کشف پر واجب
کیا ہے کہ وہ اپنے اس بات کو جو طریق کشف سے
لیتا ہے عمل کرنے سے پہلے قرآن و حدیث
پر پیش کرے - پس اگر موافق پاوے تو اسپر
عمل کرے ورنہ اسپر عمل کرنا حرام ہے

شیخ ابن تیمیہ حنبلی اگرچہ کشفی و صوفی مشہور نہین اور نہ حضرات مخاطبین کا
معتقد فیہ - ولیکن اسباب مین انہون نے وہ کچھہ کہا ہے جو کتاب سنت سے مدلل ہے -
اور ائمہ کشف کے اقوال پر مشتمل - لہذا نقل کلام جناب بھی اس مقام مین خالی از فائدہ
عام و تائید تام نہین -

قال في رسالته الموسومة بالفرقان
بين اولياء الرحمن واولياء الشيطان
وليس من شروط ولي الله ان يكون معصوما

آپ نے رسالہ فرقان مین اولیاء الرحمن و اولیاء
الشیطان مین کہا ہے
ولی کے شرائط سے یہ نہین کہ وہ معصوم ہو

لا یغلط ولا یخطی بل یجوز ان یخفی
علیہ بعض علم الشریعۃ ویجوز ان
یشتبہ علیہ بعض امور الدین حتی
یحسب بعض الامور مما امر اللہ بہ
ویکون مما نھی عنہ ویجوز ان یظن
فی خوارقھا انھا من کرامات
اولیاء اللہ وتکون من الشیطان
لبسھا علیہ لینقص درجتہ ولا یعرف
انھا من الشیطان ولم یخرج بذلک
عن ولایۃ اللہ فان اللہ سبحانہ وتعالیٰ
لھذہ الامۃ عن الخطاء والنسیان
ولما کان ولی اللہ یجوز ان یغلط لم یجب
علینا الایمان بجمیع ما یقولہ من ھو ولی اللہ
الا ان یکون ببیان لا یجوز لولی اللہ ان یعتمد
علی ما یلقی اللہ فی قلبہ علی الہام یراہ الھاما
ومحادثۃ وخطابا من الحق بل یجب علیہ
ان یعرض ذلک جمیعہ علی ما جاء بہ محمد صلی اللہ علیہ
والہ واصحابہ وسلم فان وافقہ قبلہ وان خالفہ لم یقبلہ
وان لم یعلم الموافق ھو ام المخالف توقف فیہ
فالناس فی ھذا الباب ثلثۃ اصناف طرفان
ووسطۃ منھم من اذا اعتقد فی

کبھی غلطی وخطا نہ کرتا ہو - ہوسکتا ہے کہ آپ سمجھے
علم شریعت مخفی رہے یا کچھ اسکو دینی امور مین
اشتباہ ہوجاوے جن کامون سے خدا نے منع
کیا ہے انکو وہ حکم خدا سمجھ لے اور اپنے خلاف
عادت فعل کو وہ کرامت سمجھ بیٹھے - اور واقع
مین وہ شیطان کی طرف سے ہو اور اسکا اُسکو
علم نہو اور وہ اس خطا و اشتباہ کی سبب ولی ہونے سے
نکل نہین جاتا اسلئے کہ اللہ تعالے نے اس امۃ
کے خطا و نسیان کے مواخذہ سے درگذر کیا ہے
اور جب ولی اللہ سے غلطی کا صدور ممکن ہوا تو
سوائے پیغمبر کے اور ولی کے سب باتونپر ایمان لانا
واجب نہوا - بلکہ خود اس ولی کو اپنی باتونپر جو
خدا یتعالے اُسکے دل مین بطور الہام یا بات کرنے
یا مخاطب فرمانے کے القاء کرے اعتماد جائز نہوا
بلکہ یہ واجب ہوا کہ اُن باتون کو کتاب وسنت
پر جو آنحضرت لائے ہین پیش کرے اگر اسکے
موافق ہون تو قبول کرے اور اگر مخالف ہون
تو نمانے - اور موافقت یا مخالفت کا کچھ پتہ
نہ لگے تو اسمین متوقف رہے

لوگ اس باب مین تین قسم ہو رہے ہین دو قسم دو جانب
ہین اور ایک بیچ مین - ایک جانب مین وہ

(۱۷۲)

شخصا انہ ولی اللہ وافقہ فی کل مایظن انہ حدثہ بہ قلبہ من ربہ وسلم الیہ جمیع مایفعلہ

لوگ ہین کہ جب وہ کسیکو ولی سمجھتے ہین تو وہ اسکی سب باتون مین جو اُسکے خیال مین اُسکے دل نے خدا کیطرف سے کہی ہین تابع ہو جاتے ہین - اور اپنے سب کام اُسکے سپرد کر دیتے ہین -

ومنہم من اذا راٰہ قال او فعل مالیس بموافق للشرع اخرجہ عن ولایۃ اللہ بالکلیۃ وان کان مجتہدا مخطیًا - وخیار الامور اوسطہا وہو ان لایجعل معصوما ولا ماثوما اذا کان مجتہدا مخطیًا فلا یتبع فی کل مایقولہ ولا یحکم علیہ بالکفر والفسق مع اجتہادہ - والواجب علی الناس اتباع ما بعث اللہ بہ ورسولہ

دوسری جانب مین وہ لوگ ہین کہ جب وہ کسی ولی کو خلاف شرع کچھ کہتا یا کرتا دیکھتے ہین تو اسکو ولی ہونے سے خارج کر دیتے ہین اگرچہ وہ اس قول و فعل مین مجتہد ہو اور بہولے سے کیا ہو اور بیچ والے کام (جو بیچ والے قسم کے ہین) بہتر ہوتے ہین وہ یہ کہ نہ ولی اللہ کو خطا سے معصوم سمجھا جاوے نہ ماثوم (یعنے گناہگار) جبکہ وہ مجتہد ہو - پس نہ تو اسکی ہر بات مین پیروی کرین اور نہ اسپر مجتہد ہونے کی حالت مین کفر یا فسق کا فتوی لگا دین اور خود اتباع آنحضرت صلعم کو واجب سمجھین -

وقد ثبت فی الصحیحین عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم انہ قال قد کان فی الامم قبلکم محدثون فان یکن فی امتی احد فعمر منہم

صحیح بخاری و مسلم مین ثابت ہو چکا ہی کہ آنحضرت نے فرمایا ہی تمسے پہلے امتون مین ایسے لوگ ہوتے جنسے خدا تعالے یا فرشتے باتین کرتے - اس امت مین ایسا کوئی ہوا تو ازانجملہ عمر ہوگا - اور ترمذی وغیرہ نے آنحضرت سے نقل کیا ہی کہ آپ نے فرمایا

ویروی الترمذی وغیرہ عن النبی صلے اللہ

انه قال لو لم ابعث فیکم لبعث فیکم عمر
وفی حدیث اخر ان الله ضرب الحق
علی لسان عمر وقلبه فیه ولو کان بعدی
نبی لکان عمر وکان علی بن ابی طالب
رضی الله عنه یقول ما کنا نعد
ان السکینة تنطق علی لسان عمر

اگر میں تم مین نبی نہوتا تو عمر نبی ہوتا۔
ایک اور حدیث مین آیا ہے کہ اللہ تعالی نے
عمر کی زبان اور دل پر حق کو نگار رکھا ہی۔ اسمین
یہ بھی ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا
حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے ہم اس بات کو
بعید نہ سمجھتے کہ حضرت عمر کی زبان پر ایسی بات
جاری ہو جس سے دلو نحو طمانیت و یقین حاصل
ہو جاوے یہ بات حضرت علی علیہ السلام سے بروایت
شعبی ثابت ہی ابن عمر نے کہا ہی کہ حضرت عمر نے
جب کبھی کسی امر کی نسبت کہا کہ مین اسکو ایسا خیال
کرتا ہون تو وہ ویسا ہی ہو جاتا

ثبت هذا عنه من روایة الشعبی
وقال ابن عمر ما کان عمر یقول لشئ
انی لاراه کذا الا کان کما یقول

قیس سے روایت ہی کہ ہم آپسمین یہ کہا کرتے
کہ حضرت عمر کی زبان پر فرشتہ بول رہا ہے
حضرت کا اپنا قول ہے لوگو (اللہ کے) تابعدار و نیچے
مونہ سے قریب ہو اور جو وہ کہین سنو۔ اسلئے
کہ اُن کو سچی باتین منکشف ہوتی ہین یہ آپ کا
قول ان باتون کی نسبت ہی جو اللہ تعالی اُنپر
کھولتا ہی

وعن قیس بن خارجة کنا نتحدث
ان عمر ینطق علی لسانه ملک
وکان عمر یقول اقربوا من افواه
المطیعین واسمعوا منهم ما یقولون
فانه تجلی لهم امور صادقة وهذه
الامور الصادقة التی اخبر عمر بن
الخطاب انها تتجلی للمطیعین هی
الامور التی یکشفها الله لهم
فقد ثبت ان لاولیاء الله مخاطبات
ومکاشفات

یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اولیا اللہ کے لئے
مکاشفات اور اللہ تعالے کے خطابات ہوا
کرتے ہین

وافضل هولاء فی هذه الامة بعد ابی بکر هو عمر بن الخطاب فان خیر هذه الامة بعد نبینا هو ابو بکر ثم عمر	اس امت محمدیہ مین ان سب لوگون سے بعد صدیق اکبر کے حضرت عمر فاروق افضل ہین انکا افضل ہونا صدیق اکبر کے بعد اسلئے کہا کہ اس امت مین آنحضرت کے بعد صدیق اکبر افضل ہین انکے بعد عمر

مترجم کہتا ہی یہ ترتیب فضیلت مجمل طور پر اہلسنت کو نزدیک چلی آتی ہی - اور اسکا مستند اقوال صحابہ ہین جو کتب صحاح مین مروی ہین ابن عمر سے صحیح بخاری مین بصفحہ (۵۲۳) منقول ہے کنا فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نعدل بابی بکر احدا ثم عمر ثم عثمان ثم نترک اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نفاضل بینهم اور حضرت علی مرتضی علیہ الصلوۃ والسلام سے صحیح بخاری مین بصفحہ ۱۸ مروی ہے ان محمد بن الحنفیہ قال لابی ای الناس خیر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابو بکر قال قلت ثم من قال عمر وخشیت ان یقول عثمان قلت ثم انت قال ما انا الا رجل من المسلمین - ولیکن مین باوجودیکہ پکا سنی ہون اور شیعہ وغیرہ مخالفین اہل سنت کا ہمیشہ مخالف ومعارض رہتا ہون اسکو عام مطلق طور پر صحیح نہین سمجھتا - اور اسکی تاویل فضیلت جزوی کے ساتھ واجب جانتا ہون اور اسکی مستندات سے (قول ابن عمر) کے معنے یہ صحیح سمجھتا ہون کہ خلافت وغیرہ امور ریاست وسیاست وتدبیر ومشاورت وامثال ذلک جو کہ سنی وتجربہ کاری سے علاقہ رکھتے ہین - یا مثل اسکی اور امور جزئیہ مین خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کو امیر المؤمنین علی مرتضی علیہ الصلوۃ والسلام پر ترجیح تھی - نہ یہ کہ جملہ امور فضائل علم وتقوے وشجاعت ودیانت وولایت وقرابت سبہ مین انکو فضیلت تھی - مینے اپنے اس خیال پر شہادت علماء اہل سنت کو ٹٹولا تو امام **ابو سلمان خطابی** کو جو عظام اہل سنت واکابر حفاظ حدیث سے ہین اپنے خیال مین موافق پایا - حیث قال رحمہ اللہ

وجهها نه اراد به الشیوخ و ذوی الاسنان فهم الذین کان رسول الله صلی الله
علیه وسلم اذا حزبه امر شاورهم وکان علی رضی الله عنه فی زمانه صلی الله علیه وسلم
حدیث السن ولم یر ابن عمر الا زراء بعلی رض ولا تاخیره عن الفضیلة بعد عثمان کان
فضله مشهورا لا ینکره ابن عمر ولا غیره من الصحابة وقال غیره لا بد من نحو هذا التاویل
والا یلزم علیه نقض کثیر من القواعد المقررة من عدم تقدم تتمة العشرة علی غیرهم و
اهل بدر وبیعة الرضوان واصحاب البحرین ونحوهم - کذا قاله الکرمانی الحنفی فی شرح
البخاری - وقال علی القاری فی المرقاة فی شرح حدیث ما طلعت الشمس علی رجل
خیر من عمر - هو اما محمول علی ایام خلافته او بعد ابی بکر او المراد فی باب العدالة او فی
طریق السیاسة او نحو ذلک اور یہی تاویل قول مرتضی علیہ السلام کا حمل ہے اور وہ جناب کے
تواضع وکسر نفسی پر محمول ہوسکتا ہے **خلافت کے باب مین** جو خلفاء کی ترجیح وتقدیم کا مین
قائل ہون تو اسکی وجہ یہ نہین سمجھتا کہ حضرت علی مرتضی علیہ السلام انکے سامنے لائق خلافت
نہ تھے - اگر وہ خلیفہ اول ہوتے تو نیابت وخلافت کا کام نکر سکتے - نعوذ بالله من هذا
الظن السوء بجنابہ علیہ السلام - بلکہ اسکی وجہ یہ سمجھتا ہون کہ نفس الامر مین تو ہر ایک
صاحب ان حضرات سے یہ لیاقت رکھتے ولیکن چونکہ حسب صوابدید ومشورہ اہل شوری صدیق
اکبر کا خلیفہ ہونا تجویز ہوا اور انکے استخلاف سے حضرت عمر کا اور مشورہ اصحاب ستہ سے
جنمین حضرت مرتضی بھی داخل تھے حضرت عثمان کا خلیفہ ہونا قرار پایا تو ان حضرات کو حسب
اتفاق منصہ غیب سے ترجیح حاصل ہوئی - اور اگر بحسب اتفاق رائے اہل شوری خلافت
مرتضی علیہ السلام کی تجویز ہوتی تو یہی ترجیح انکو حاصل تھی **غرض** یہ ترجیح خلافت اتفاقی ہے
جو اتفاق رائے ارباب شوری سے ناشی ہے - حضرت علی مرتضی کے عدم لیاقت سے
پیدا نہین ہوئے اس تجویز فضیلت جزوی وعدم تسلیم فضیلت کلی سے ہمکو کئی اتحاد
مانع ہین - جو بہتیری فضائل مین جناب مرتضی علیہ السلام کو خلفاء ثلثہ کا ہمسر تسلیم کرتے

(۱۶۶)

ہین اور بعض مسائل مین (جو جناب ممدوح سے مخصوص ہین اور کسی صحابی مین متحقق نہین) انکو خلفا، ثلثہ بلکہ جملہ اصحاب پر ترجیح دیتے ہین - از انجملہ چند احادیث اسمقام مین نقل کرتا ہون جنسے میرے خیال کی تائید ہو اور اہل سنت و محبان عترت کے دلون مین اہل بیت نبوی کی محبت بڑھے - اور انکی آنکھون کو ٹھنڈک پہنچے اور اس رسالہ کو اس ذخیرہ کے انوار کی برکت نصیب ہو -

(۱) فعن سهل بن سعد رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لاعطین الرایة غدا رجلا یحب الله ورسوله

سہل بن سعد سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے مرتضی کے حق مین خیبر کے دن فرمایا - مین کل اس شخص کو جھنڈا دونگا جسکو اللہ اور اسکا رسول دوست رکھتے ہین

(۲) وعن سعد بن ابی وقاص ان النبی صلی الله علیه وسلم قال لعلی رضی الله عنه حین خلفه فی غزوة تبوك انت منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لا نبی بعدی - رواها الشیخان

سعد بن وقاص سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو جب غزوہ تبوک کے دن اپنے پیچھے خلیفہ مقرر کیا تو یہ فرمایا کہ تم میرے بمنزلت اس رتبہ مین ہو جو ہارون کو موسی کی منزلت تھا فرق اتنا ہے کہ میرے بعد نبی نہین ہے اسلئے تمکو نبی نہین کہا جاتا - ان دونو حدیثونکو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے

(۳) وعن سعد بن ابی وقاص ان معاویة قال له مالك لا تسب اباتراب فقال اما ذكرت ثلثا قالهن له رسول الله صلی الله علیه وسلم فلن اسبه

سعد سے روایت ہے کہ معاویہ بن ابی سفیان (عفا اللہ عنہ وغفرلہ ماصدر عنہ) نے آپکو کہا تم علی مرتضی کو گالیان کیون نہین دیتے - سعد نے جواب دیا تجھے وہ باتین یاد نہین جو آنحضرت نے انکے حق مین فرمائی ہین (وہ باتین سنکر) کبھی بھی انکو

فذکر قولہ یوم خیبر وما قالہ حین خلفہ ثم ذکر الثالثۃ فقال لما نزلت علیہ ھذہ الآیۃ ندع ابناء نا وابناء کم دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیا و فاطمۃ وحسنا وحسینا فقال اللھم ھؤلاء اھلی - رواہ مسلم والترمذی

گالیاں نددون - پھر وہ قول آنحضرت کا جو خیبر کے دن انکے حقمین فرمایا تھا اور وہ قول جو بوقت خلیفہ کرنے کے کہا ہے ذکر کیا پھر تیسری بات یہ ذکر کے کہ جب آنحضرت پر یہ آیت نازل ہوئی ندع ابناء نا وابناء کم الخ تو آنحضرت نے علی مرتضے و فاطمہ و امام حسنؑ و امام حسینؑ کو بلایا اور کہا یا اللہ میرے اہل یہ لوگ ہین - اسحدیث کو مسلم و ترمذی نے ذکر کیا

(۴) وعن عایشۃ قالت خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم غداۃ وعلیہ مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخلہ ثم جاء الحسین فدخل معہ ثم جاءت فاطمۃ فادخلھا ثم جاء علی فادخلہ ثم قال انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا رواہ مسلم

اور عائشہ سے روائت ہی کہ ایکدن آنحضرت صباہر نکلے اور آپ کے اوپر ایک کملی تھی جسمین بالان شتر کی سی نقش سیاہ بالون کے تھے پھر امام حسنؑ آئے تو آپ نے انکو اس کملی مین لے لیا پھر امام حسینؑ آئے تو وہ بھی اسمین داخل ہوئے پھر فاطمہ آئین تو انکو بھی داخل کرلیا پھر علی مرتضے آئے تو وہ بھی داخل ہوے پھر آنحضرت نے یہ آیت پڑھے کہ اللہ یہی چاہتا ہی کہ تمسے نجاست دور کرے (اہی میرے اہل بیت) اور تمکو پاک کرے اور

وللترمذی انہ لما نزلت ھذہ الآیۃ ادخلھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی کساء ثم قال اللھم ھؤلاء اھل بیتی فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا

ترمذی کی روایت مین یون ہے - کہ آنحضرت نے انکو کملی مین لیکر کہا اے پروردگار یہ میرے اہل بیت ہین اُن سے پلیدی دور کر اور اُن کو پاک کر -

(۵) وعن زید بن ارقم قال قام رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما فینا خطیبا
بماء یدعی خما بین مکۃ والمدینۃ
فحمد اللہ واثنی علیہ ووعظ وذکر
ثم قال اما بعد الا ایھا الناس انما
انا بشر یوشک ان یاتینی رسول ربی
فاجیب وانا تارک فیکم الثقلین اولھما
کتاب اللہ فیہ الھدی والنور فخذوا
بکتاب اللہ واستمسکوا بہ فحث علی کتاب
اللہ ورغب فیہ ثم قال واھل بیتی اذکر
کم اللہ فی اھل بیتی اذکرکم اللہ فی اھل بیتی
وفی روایۃ الترمذی قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم انا تارک فیکم ما ان
تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی احدھما
اعظم من الاخر کتاب اللہ حبل ممدود
من السماء الی الارض وعترتی اھل بیتی
ولن یفترقا حتی یردا علی الحوض فانظروا
کیف تخلفونی فیھما ۔ وھذہ الزیادۃ
الاخیرۃ رواہ احمد ایضا فی مسندہ

(۶) وعن عمران بن حصین قال رسول اللہ

زید بن ارقم سے روایت ہی کہ آنحضرت ایکدن
بمقام خم غدیر کھڑے ہوئے ۔ اور خطبہ ارشاد
کئے ۔ پھر بعد حمد وثنا کے کہا لوگو مین بھی بشر
ہون قریب ہے کہ میرے پاس فرشتہ (پیغام موت
لیکر) آوے اور مین اسکی اجابت کرون یعنے حاضر
ہوجاؤن ۔ اور مین تم مین دو بڑی بھاری چیزین
چھوڑ جاتا ہون ۔ اول کتاب اللہ ہی جسمین ہدایت
اور نور ہے اسکو (خوب) پکڑو پھر اسپر لوگون کو بخوبی رغبت
دلائی پھر فرمایا (دوم) میرے اہل بیت ہین
تمہین انچہ اہل بیت کے حقون کے رعایت مین خدا کا نام
یاد دلاہون اسکو مسلم نے روایت کیا ۔

اور ترمذی کی روایت مین اسطرح ہے کہ آنحضرت
نے فرمایا کہ مین تم لوگون مین دو چیز چھوڑ جاتا ہون
کہ اگر تم اسکو پکڑو تو کبھی گمراہ نہوگے ۔ وہ ایک
تو کتاب اللہ ہی جو اوپر سے نیچے بڑی ہی اور وہ اللہ
تعالی کی رسی ہے جو آسمان و زمین مین تنی ہی
ہے (دوسری) میرے اہل بیت ۔ یہ دونو جدا
نہونگے یہانتک کہ دونو میرے پاس حوض کوثر
پر پہنچ جاوین ۔ اس لفظ اخیر کو امام احمد نے
بھی روایت کیا ہی ۔

عمران بن حصین سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم

صلی اللہ علیہ وسلم ان علیا منی وانا منہ وھو ولی کل مومن ومومنۃ بعدی رواہ الترمذی ورواہ الحاکم والنسای نحوہ

نے فرمایا کہ علی مجھسے ہے اور مین اُس سے اور وہ ہر مومن مرد اور عورت کا میرے بعد ولی ہی۔ اسکو ترمذی وغیرہ نے روایت کیا

(۷) وعن علی رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ اللھم ادر الحق معہ حیث دار رواہ الترمذی

اور خود جناب مرتضے سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے اسکے حق مین دعا کی کہ الہی حق کو ادہر ہی پھیر جدہر علی پھرہی۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے

(۸) وعنہ رضی اللہ عنہ ان النبی الامی عھد الی ان لا یحبنی الا مومن ولا یبغضنی الا منافق رواہ مسلم

اور آپ ہی سے یہ بھی روایت ہی کہ آنحضرت نے مجھے یہ وصیت کی ہی کہ مجھسے مومن مجھکو کوئی دوست نرکھیگا۔ اور بجز منافق کوئی مجھسے بغض نکریگا اسکو مسلم نے روایت کیا

(۹) وعن حبشی بن جنادۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی منی وانا من علی ولا یودی عنی الا انا او علی۔

حبشے سے روایت ہی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ علی مجھسے ہے اور مین علی سے اور یہ بات (یعنے کہ میری سورہ برارۃ کا سنانا اور مشرکین مکہ کے عہد مصالحہ کو اٹھانا) بجز میرے اور علی کے کوئی نہین کرسکتا۔

(۱۰) وعن ابن عمر قال آخا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین اصحابہ فجاء علی تدمع عیناہ قال آخیت بین اصحابک ولم تواخ بینی وبین احد فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت اخی فی الدنیا والآخرۃ

ابن عمر سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم نے اصحاب مین سے ایک کو دوسرے کا بھائی بنایا تو حضرت علی روتے ہوئے آئی اور فرمانے لگے کہ آپنے مجھکو کسیکا بھائی نبایا تو آپنے فرمایا کہ تو میرا بھائی ہی دنیا اور آخرت مین

(۱۶۵)

(۱۱) عن انس بن مالك قال كان عند النبي صلى الله عليه وسلم طير فقال اللهم ائتني باحب خلقك اليك يأكل معي هذا الطير فجاء علي فاكل معه

رواه هذه الثلثة الترمذي

انس سے روایت ہی کہ آنحضرت صلعم کے پاس ایک جانور (پرندیان) تہا آپنے دعا کی یا اللہ ایسے آدمی کو میرے ساتھ کہانیکو بہیج جو تمام مخلوقات سے تجھکو پیارا ہو۔ پس حضرت علی آئے اور وہ جانور آنحضرت کے ساتہہ تناول فرمائی ان تینو حدیثو کو ترمذی نے روایت کیا ہے

(۱۲) وعن ابن عباس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لعلي انت ولي في الدنيا والاخرة - رواه الحاكم والنسائي في حديث طويل ذكره ولي الله في ازالة الخفاء

ابن عباس سے روائت ہی کہ آنحضرت نے حضرت مرتضی کو فرمایا تو میرا دنیا و آخرت مین ولی ہے۔ اسکو حاکم اور نسائی نے ایک حدیث طویل کے ضمن مین روائت کیا ہی جسکو شاہ ولی اللہ صاحب نے ازالۃ الخفاء مین بصفحہ (۲۶۱) ذکر کیا ہے

اس مضمون کی اور بہت احادیث ہین جنسے حضرت مرتضی کی خصوصیت قربت یا مساوات بہ نسبت خلفاء ثلثہ ثابت ہی ان احادیث پر نظر کرنیوالا فضیلت کلی خلفاء ثلثہ کا کبہی قائل نہوگا۔ اور بجز تجویز فضیلت جزوی کچھ اس سے بن نہ پڑیگا فضیلت جزوی فقط یہ ہی تجویز بطنبغر دایات نہین ہی مجہ سے پہلے بہی بعض اکابر اہل سنت سے صادر ہو چکی ہی۔ انکا نام مین تب بتاؤنگا۔ جب سیکو اپر معترض منکر پاؤنگا۔ اس تجویز کا مان لینا اہل سنت پر تو واجب ہی ہی۔ اور اگر شیعہ انصاف سے غور کرین تو انکا بہی اسکے مانے مین کچھ مرج نہین۔ مگر ہوا ہی زمانہ و عادات اہل زمانہ کو ہم دیکھتے ہین تو کسی فریق سے تسلیم کی توقع نہین پاتے۔ لیکن ہم کسیکی رد یا تسلیم کی پرواہ نہین رکہتے ایسے مضامین کے بیان سے اپنے خیال کا اظہار چاہتے ہین سو کر دیتے ہین

حاشیہ

(صفحہ ۱۶۰ سے شروع ہوا تہا تمام ہوا اب عبارت فرقان کو پورا کیا جاتا ہی)

وقد ثبت في الحديث الصحيح تعيين عمر بانه محدث في هذه الامة

اور حدیث صحیح مین حضرت عمر کے محدث ہونیکی تعیین ثابت ہو چکی ہے پس اگر کوئی محدث یا ضد اکیطرف سے

فای محدث ومخاطب فرض فی امة محمد
صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم
فعمر افضل منہ - ومع ھذا فکان عمر یفعل
ما ھو الواجب علیہ فیعرض ما یقع لہ علی ما
جاء بہ الرسول فتارۃ یوافقہ فیکون ذلک
من فضائل عمر کما نزل القرآن بموافقتہ
غیر مرۃ ووافق ربہ غیر مرۃ وتارۃ
یخالفہ فیرجع عمر من ذلک کما رجع یوم
الحدیبیۃ لما کان رای المشرکین وقال
فعملت لذلک اعمالا والحدیث معروف
فی البخاری وغیرہ

مخاطب اس امت مین فرض کیا جاویگا تو حضرت عمر
اس سے افضل ہونگے - باوجود اسکے حضرت عمر
اپنے الہام کی نسبت جو کچھ واجب تھا عمل مین لاتے
پھر کبھی انکا الہام موافق کتاب وسنت ہوتا - تو وہ
فضائل عمر سے گنا جاتا - چنانچہ بہت دفعہ قرآن
اسکے موافق اترا - اور کئی بار انکو اللہ تعالیٰ سے
توافق حاصل ہوا - اور کبھی انکا الہام (یا خیال)
مخالف قرآن ہوتا تو وہ اس سے رجوع کرتے -
چنانچہ حدیبیہ کے دن جب مشرکین کے باب مین
آپنے خلاف کتاب اللہ کچھ خیال کیا تو پھر اس سے
رجوع فرمایا اور کہا مینے اس مخالفت کے کفارہ
مین کئی نیک عمل کئے - یہ* حدیث بخاری وغیرہ
مین مشہور ہے

*

بخاری مین بصفحہ ۳۸۰ حدیث ہی کہ ہجرت سے چھٹے سال آنحضرت بارادہ عمرہ مکہ کیطرف روانہ ہوئی - جب بمقام حدیبیہ پہنچے
تو مشرکین مکہ عمرہ کرنے سے مانع ہوئی - بعد قیل وقال اسبات پر صلح ٹہیری کہ اس سال خالی واپس جاوین اور بسال آئندہ
عمرہ کرین - اور جو کوئی مشرکین سے مسلمان ہوکر آنحضرت کے پاس جاوی تو آنحضرت اسکو مشرکین کیطرف واپس کرین - اور جو مسلمان مرتد
ہوکر مشرکین مین آملی - تو مشرکین اسکو واپس نکرین - اسمضمون مصالحت پر حضرت عمر کو بڑا جوش آیا اور انہون نے آنحضرت
کو اس صلح سے منع کیا اور یہ کہا کیا ہم حق پر نہین اور ہمارے دشمن باطل پر کیا ہم مارے جاوین تو بہشت مین نہ جاوینگے
اور ہمارے دشمن دوزخ مین - پھر ہم اپنے دین مین کیون ذلت اٹھاوین اور مشرکین کے آگے کیون دب جاوین - آخر جب آنحضرت
صلعم نے سمجھایا کہ مین اللہ کا رسول ہون - اور جو کرتا ہون اسکی مرضی سے کرتا ہون - ایسا ہی صدیق اکبر نے کہا تو حضرت عمر
اس اعتراض واصرار سے باز آئے اور تائب ہوئے - اور اس معترضانہ گفتگو کے کفارہ مین کئی نیک عمل کئے حاشیہ

وكذلك لما مات النبي صلى الله
عليه وآله واصحابه وسلم انكر موته اولا
حتى قال ابو بكر انه مات فرجع عمر عن
ذلك

وكذلك في قتال مانعي الزكوة قال عمر
لابي بكر رضي الله عنه كيف تقاتل الناس وقد
قال رسول الله صلى الله عليه وآله واصحابه وسلم
امرت ان اقاتل الناس حتى يشهدوا
ان لا اله الا الله واني رسول الله
ولهذا نظائر من تقدم ابي بكر
على عمر مع ان عمر محدث فان مرتبة
الصديق فوق مرتبة المحدث لان
الصديق يتلقى عن الرسول المعصوم
كل ما يقوله ويفعله - والمحدث
ياخذ عن قلبه اشياء وقلبه ليس
بمعصوم فيحتاج ان يعرضه على ما جاء
به النبي المعصوم ولهذا كان
عمر يشاور الصحابة ويناظرهم ويرجع
اليهم في بعض الامور

وينازعونه في اشياء فيحتج عليهم و

ایسا ہی جب آنحضرت نے وفات پائی تو اُنہون نے
اس سے انکار کیا (اور اسکو مشکل سمجھہ لیا) یہانتک
کہ حضرت ابو بکر نے آپکا فوت ہونا قرآن سے ثابت
کر دکھایا - تو حضرت عمر نے اپنی انکار سے رجوع فرمایا
ایسا ہی زکوۃ نہ دینے والون سے لڑنیکی باب مین وہ
حضرت ابو بکر رض پر معترض ہوئے اور بولے کہ تو لوگونکو
کیون مارتا ہے جسحالت مین آنحضرت ص نے صاف
فرمایا ہے کہ مین لوگون سے اسوقت لڑنیکا مامور ہون
کہ وہ اللہ کی وحدانیت اور میرے رسالت کی مقر نہون
اسکے نظائر اور بہت ہین جنسے ابو بکر کا عمر سے مقدم
ہونا ثابت ہوتا ہی - انکے مقدم ہونیکے یہ بھی وجہ
ہے کہ حضرت عمر محدث تھے اور ابو بکر صدیق تھے -
اور صدیق کا رتبہ محدث کے رتبہ سے بڑہکر ہوتا ہے
اسلئے کہ صدیق رسول معصوم کے قول و فعل سے
علم لیتا ہے - اور محدث اپنی دل سے جو معصوم
نہین ہوتا - اسلئے وہ اسکو آنحضرت کے قول
و فعل پر عرض کرنیکا محتاج ہوتا ہی - اسیواسطے عمر
فاروق اور اصحاب سے مشاورہ و مناظرہ کر لیا کرتے
اور بعض کامون مین انکی بات کیطرف رجوع
کرتے -

اور وہ لوگ کئی باتون مین اُن سے جھگڑتے

يحتجون عليه بالكتاب والسنة ويقرهم على منازعة ولا يقول لهم اني محدث ملهم مخاطب فينبغي لكم ان تقبلوا مني ولا تعارضون

پس وہ اون لوگونپر دلائل قائم کرتے - لوگ انپر کتاب اللہ وسنت سے دلائل قائم کرتے - اور وہ اُنکے جھگڑنے و دلائل پیش کرنیکو جائز رکھتے - اور یہ نکہتے کہ مین محدث وملہم ہون میری بات کو مان لو اور مجھ سے جھگڑا مت کرو

مترجم کہتا ہی مینے انکی مواخذات ومعارضات کو ضمیمہ اخبار سفیر ہند نمبر دوازدہم مطبوعہ اپریل ۷۸ء مین مفصل بیان کردیا ہی طالب شائق اس پرچہ کیطرف مراجعت فرماوین - اور اگر انسے پہلے نمبرون کو جنمین مخفیات صحابہ مذکور ہین مطالعہ مین لاوین تو اور بھی حظ پاوین ۱۲

حاشیہ

فاي من ادعى او ادعى له اصحابه انه ولي الله وانه مخاطب ويجب على اتباعه ان يقبلوا كل ما يقوله ولا يعارضوه ويسلموا له حاله من غير اعتبار بالكتب والسنة فهو وهم مخطئون - ومثل هولاء من اضل الناس

پس جو کوئی مدعی ہو یا اسکی صحبتی دعوے کرین کہ فلان شخص ولی ہے اور وہ خدا کیطرف سے مخاطب ہوا کرتا ہے - اور اور اُسکے تابعدارون کو اسکی سب باتونکا قبول کرنا اور اُسکا مقابلہ نکرنا اور کتاب اللہ وسنت پر پیش کرنیکے سواے اسکو مان لینا واجب ہی وہ ولی (اسبات کا مدعی) اور اسکے مرید وصحبتی سب خطا پر ہین - اور یہ لوگ سب لوگون سے بڑھکر گمراہ ہین

وهذا الذي ذكرته هو ما اتفق عليه اولياء الله ومن خالف في هذا فليس من اولياء الله الذين امر الله باتباعهم بل اما ان يكون كافرا واما ان يكون مفرطا في الجهل -

یہ جو مینے ذکر کیا ہی یہ ایسا امر ہی جسپر سب اولیا اللہ متفق ہین - اور جو اسکا مخالف ہی وہ اللہ کا ولی نہین جنکی اتباع کا خدا نے حکم دیا ہے - بلکہ کیا تو وہ کافر ہی اور کیا حد سے بڑھکر جاہل -

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

(178)

وهذا كثير في كلام المشائخ كقول الشيخ ابي سليمان الدارانی انه يقع في قلبي نكتة من نكت القوم فلا اقبلها الا بشاهدين من الكتاب والسنة

یہ جو ہمنے کہا ہے بھی بہتیرے مشائخ کا قول ہے - چنانچہ شیخ ابوسلمان دارانی کا قول ہے کہ میرے دل پر قوم (اولیاء) کی کوئی باریک بات آتی ہے تو میں اسکو بدون شہادت کتاب وسنت قبول نہیں کرتا -

وقال ابو القاسم الجنيد علمنا هذا مقيد بالكتاب والسنة فمن لم يقرأ القرآن ولم يكتب الحديث لا يصلح لان يتكلم في علمنا لا يقتدى به -

امام ابوالقاسم جنید (بغدادی) نے کہا ہے یہ ہمارا علم (اسرار) کتاب اللہ وسنت کا پابند ہے پس جو قرآن نہ پڑھے اور حدیث نہ لکھے اُسکو لائق نہیں کہ ہمارے علم میں کچھ بولے یا اُسکی پیروی کرے

وقال ابو عثمان النيسابوري من امّر السنة على نفسه قولا وفعلا نطق بالحكمة ومن امّر الهوى على نفسه قولا وفعلا نطق بالبدعة لان الله تعالى يقول وان تطيعوه تهتدوا وقال عمر بن جنيد كل وجد لا يشهد له الكتاب والسنة فهو باطل الى ان قال لا طريق الى الله لاحد من الخلق الا بمتابعة ظاهرا وباطنا حتى لو ادرك موسى وعيسى وغيرهم من الانبياء عليهم السلام لوجب عليهم اتباعه

اور ابوعثمان نیشاپوری نے فرمایا ہے جو کوئی سنت کو اپنے قول وفعل پر جاری کریگا وہ حکمت کی بات کہیگا - اور جس نے اپنے قول وفعل پر ہوائے نفس کو چلایا وہ بدعت کی بات بولا - اسلئے کہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ اگر تم رسول کی اطاعت کروگے تو راہ پاؤ گے اور عمر بن جنید نے کہا ہے جس وجد پر کتاب اللہ وسنت کی گواہی نہو وہ باطل ہے - یہانتک کہ شیخ ابن تیمیہ نے کہا خدا کیطرف سے بجز ظاہر و باطن متابعت آنحضرت صلعم کے کوئی راستہ نہیں یہانتک کہ اگر موسیٰ و عیسیٰ وغیرہ انبیاء آنحضرت کو پاتے تو انپر آنحضرت کا اتباع

کما قال تعالی واذا اخذ اللہ میثاق
النبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ
ثم جاءکم رسول اللہ مصدق لما
معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ
الی قولہ فاولئک ہم الفاسقون
قال ابن عباس ما بعث اللہ نبیا الا
اخذ علیہ المیثاق لئن بعث محمد
وہو حی لیؤمنن بہ ولینصرنہ۔
انتہی مختصرا

واجب تھا۔ چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ
جب اللہ تعالے نے نبیون سے عہد لیا کہ مین
جو تمکو کتاب وحکمت دون پھر تمہارے پاس رسول
آوے تو اسکو مان لینا اور اُسکی مدد کرنا
ابن عباس نے اس آیت کی تفسیر مین کہا ہے کہ اللہ
تعالی نے کوئی نبی نہین بھیجا جس سے یہ عہد نہ لیا
ہو کہ اگر تمہارے ہی زندگی مین محمد نبی ہو تو تم اُسپر
ایمان لانا اور اُسکی مدد کرنا۔ کلام شیخ باختصار تمام ہوا

بالجملہ ان احادیث وآثار واقوال علماء اخیار واصحاب کبار وصوفیاء ابرار سے ثابت ہوتا ہے کہ الہام
اولیاء الہام انبیاء کا کام نہین دیتا اور اسکو ملکہ ولایت کہا جاتا ہے ملکہ نبوت نہین کہا جاتا
اور کوئی ولی ہمکو اپنے الہام سے وہ باتین نہین بتا سکتا جو آنحضرت بتا گئے ہین اور یہان مثل
بہول وکھانیکی صادق نہین آتی جسکو آپ یہان لگاتے ہین۔ وہ بات سوائے دہن مبارک
جناب کسی مونہہ سے نہین نکلے اور کسی حدیث یا اثر سے اسکی تصدیق نہین ہوتے
نہ حدیث موضوع متمسک جناب اسکی مصدق ہے نہ اور احادیث واثار مثبتہ الہام اولیاء اسپر
شاہد اور اُس سے جیسا خصوصیت نبوت محمدیہ کا ابطال ہوتا ہے اور خصوصیت فرائض نبوت
کا خاتم المرسلین سے ارتفاع لازم آتا ہے وہ شروع تقریر دلیل سیوم مین بیان ہو چکا ہے
اس تقریر سے دلیل سوم کا اختتام ہوا اور اُسکے ختم ہونیسے دلائل ثلثہ اس دعوے
کا کہ مضمون کانشنس جناب مبطل نبوت ہے نہ مثبت (جو نمبر چہارم صفحہ ۱۶ سے شروع
ہو) اتمام ہوا۔ اور اُسکے تمام ہونیسے ہماری بحث کلام کا جو ہمکو اس مضمون کی نسبت ہے
خاتمہ ہوا۔ اب ہم اپنی اس کلام کا جو نوے صفحہ مین مفصل ہوا ہے ایک صفحہ مین خلاصہ
کرتے ہین اور اپنے مخاطبین وبقیہ ناظرین کو اسمین غور کرنے اور رائے لگانے کا

(۱۶۹)

سہل رستہ نکالدیتے ہین -

فذلکۃ الکلام وخلاصۃ المرام

اس خلاصہ کے بیان کا اصلی باعث یہ ہے کہ بعضے لوگ ہماری مفصل کلام کا مطلب نہین سمجھے اور بعض اخبارات مین یہ بات شایع کی ہین کہ ہم باوجودیکہ بڑے بڑے پرزور اور نازک فاضلانہ مضامین مولوی مہدی علی صاحب و مولوی چراغ علی صاحب و سید احمد خانصاحب کو بخوبی سمجھ لیتے ہین - اس کلام کا مطلب نہین سمجھے - اور یہ بھی تحریر فرمائی ہین کہ سید احمد خانصاحب بھی تو کانشنس کو ہادی نہین جانتے - اور یہی صاحب شاعۃ السنۃ خیال رکھتے ہین - تو پھر اس کلام کا مضمون کانشنس کا رد و نقیض ہونا کیونکر متصور ہے

اسکا **جواب** حضار مجلس نے (جنہین وہ مضمون سنایا گیا) تو یہ دیا تھا کہ اسکا مطلب نہ سمجھنے کا اظہار اپنی کم علمی یا نافہمی کا اشتہار ہے اس صورت مین مناسب ہے کہ علوم دینی پڑھو یا کسی پڑھے ہوئے سے اس کلام کا مطلب پڑھ اور سمجھ لو - ولیکن اس جواب مین ایک طرح کی درشتی و علیحدگی پائی جاتی ہے - اور ہمکو اپنے مذہبی یا دلیسی بھایو نکو نرمی سے اپنے ساتھ ملانا منظور ہے اور اس بیت کا امتثال مدنظر ؎

تو برائے وصل کردن آمدی + نے برائے فصل کردن آمدی + اسلئے

ہم اُنکے جواب مین وہ بات نہین کہتے بلکہ ان صاحبون کی خاطر سے اپنی کلام کا خلاصہ بیان کر دیتے اور اسمین انہی مخاطبین و عامہ ناظرین کو بھی کلام کرنے اور رائے لگانے کی سہل راہ نکالدیتے ہین -

وباللہ التوفیق - خلاصہ مقاصد اس کلام کا چند امور ہین جو بدفعات ذیل پیش ہوتے ہین -

(۱) سید احمد خانصاحب نے پہلے کانشنس (یعنی عقل و تمیز) کو بدون رہنمائی ہادی (پیغمبر) کے بے اعتبار بنایا اور اسکے صداقت کا مدار موافقت تعلیمات ہادی

(پیغمبر کو ٹھیرایا۔ پہراس ہادی کی تعلیمات
کو بدون شہادت عقل بے اعتبار بنایا اور
انکی صداقت کا مدار و معیار اسی عقل کی توافق
کو ٹھیرایا۔ یہ بات پہلی بات کے مخالف ہے
وسع ذلک غلط

(۲) ہر چند بسبب ظاہر آپ نے مجرد عقل کو مدار
و معیار صداقت تعلیمات نہین ٹھیرایا۔ بلکہ
ساتھ اسکے قانون قدرت کو بھی لگا دیا ہے
ولیکن چونکہ قانون قدرت علاوہ از قرار داد
عقل کوئی چیز نہین اسلئے قانون قدرت
کا ساتھ ملانا کان لم یکن در اسکو مدار
ٹھیرانا بعینہ عقل کو مدار ٹھیرانا ہوا

(۳) نقل اختلاف حکماء نظام عالم و قانون
قدرت مین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ قانون
قدرت ایسا مشخص و مقرر نہین جسمین مداخلت
عقل کی گنجائش نہین

(۴) آپکا یہ دعوے کہ بدون رہنمائے
پیغمبر مجرد ملاحظہ قانون قدرت بھی اخلاق
صحیحہ کا دریافت کرنا ممکن ہے اور حکماء کو
یہ امر حاصل تھا **دوسری غلطی ہے**
اور اسمین اس پہلی بات کی (کہ عقل بدون

رہنمائی ہادی کے بے اعتبار ہے) مخالفت
اور کسی حکیم کا بدون استعانت تعلیمات
انبیاء کے کسی اصل صحیح پر مطلع ہونا مسلم
نہین۔

(۵) نقل مخالفت حکماء اہمات اصول انبیاء سے
جو ہماری سند منع کی تقویت و تائید
کرتی ہے

(۶) دعوی مندرجہ دفعہ چہارم پر آچکا
اس دلیل کو پیش کرنا کہ انسان عقل کے
سبب مکلف ہوا ہے تو ضرور ہے کہ جسبات پر
وہ مکلف ہوا ہے وہ بدون تعلیم نبوی کے
اسکی عقل مین آجاوے **تیسری غلطی**
جناب ہے اور مصادرہ علی المطلوب یعنے
عین دعوی کو دلیل ٹھیرانا۔ اور عقل
کے سبب سے مکلف ہونیکے یہ معنے نہین
جو آپ سمجھ بیٹھے ہین

(۷) ہمارے اس خیال پر کہ مضمون جناب
مبطل نبوت ہے نہ مثبت **پہلی دلیل**
جسکا خلاصہ یہ ہے کہ آپنے حکماء کو نبوت
انبیاء سے مستغنی کر دیا ہے

(۸) اس خیال پر **دلیل دوم** جسکا حاصل

یہ اسرار قوانین سنت ہمارا خیال ہے کہ جسکو ہم قوانین قدرت الٰہی کی سنت جو مشاہدہ و محسوس ہے اور انبیاء کے دعوی حصہ دوم رسالہ کے آویگا ۱۲

(180)

یہ ہے کہ آپنے تسلیم و تصدیق نبوت کا ایسا
راستہ نکالا ہے جس سے اولاً تصدیق
و تسلیم تک وصول نہو اور اگر وصول ہو بھی
جاوے تو اُسپر ثبات نرہی

(۹) اس دلیل پر آپ اور آپکے فلاسفہ اسلاف
کے قول و فعل سے شہادت کہ آپ لوگ مسلمان
کہلاتے ہین - پھر اصول و فروع اسلام کو
جو آپ کی عقل مین نہ آوین نہین مانتے -
جیسے حشر و نشر جسمانی و عذاب و ثواب حسے
و جسدانی - تھوڑی سی شراب کا پے لینا یا
تہوڑے سود کا لے لینا وقس علی ہذا

(۱۰) امام غزالی سے اسپر شہادت اور آپکے ہم
خیالون اور آپکے اسلاف فلاسفہ کی تکفیر -
اور اسبات کا اظہار کہ امام غزالی آپ
لوگونکے ہم مشرب و ہم خیال نہین

(۱۱) اس خیال پر **دلیل سوم** جسکا ملخص
یہ ہے کہ آپنے ختم رسالت کے ایسے تحریف
یا تفسیر کی ہے جسمین خصوصیت نبوت محمدیہ
اس امت کے لئے باطل ہوتی ہے اور
آپ جیسون کو دعوی نبوت کی گنجائش
نکلتی ہی یا یون کہئے کہ آپ جیسونکو تشریع
احکام و اداے فرائض نبوت کی اجازت
نکلتی ہے -

(۱۲) اس اجازت پر جو آپنے نقلی دلیل
پیش کی ہے اسکا نقل سے جواب اور حدیث
و آثار و اقوال سے اس اجازت کا ابطال
یہ خلاصہ مقاصد کلام ہے - اسمین اگر ہمارے
مخاطب عالیجناب یا انکی حوارین و احباب
یا عامہ ناظرین اولے الالباب کچھ کلام کرنا
یا رائے لگانا چاہین وہ ہر ایک امر کی جوابدہی
کے تکلیف نہ اٹھاوین بلکہ از انجملہ چار امور
مفصلہ ذیل یا چارون مین کسی ایک امر کا اثبات
کر دکھاوین اور اس ترخیص و تخفیف تصدیع کی
صلہ مین ہمارا احسان مناوین اور شکریہ ادا کرین

(۱) قانون قدرت ایسا مشخص و مقرر ہی
جسمین عقل کا دخل نہین اور اسکی دہوکہ دہی
کے اُسمین گنجائش نہین

(۲) نظام عالم مین کافہ خلائق یا خاصکر
حکماء کا اتفاق ہی وہ اختلاف جو ہمنے نقل
کیا ہی واقعی نہین ہے

(۳) دنیا مین ایسا کوئی ایک شخص ہو گذرا ہے
یا اس زمانہ مین موجود ہے یا آیندہ تا قیامت

اسکے وجود کی امید ہی جو بدون استعانت تعلیمات نبویہ کے محض ملاحظہ قانون قدرت سے اخلاق صحیحہ پر مطلع ہو

(۴) آپ لوگ یا آپکے ائمہ و اسلاف فلاسفہ حشر و نشر و دوزخ و بہشت کے نعیم و آلام جسمانی یا اسکے مثل اور چیز وں کو جو عقل میں نہ آوین بتقلید انبیاء مانتے ہین - یا خدا و رسول بھی آپکی طرح صریح و صاف طور پر (جسمین آپکی تحریف و تصرف کا دخل نہو) ان امور سے منکر ہین

متعلق ان امور چہارگانہ کے اگر ایک بات بھی فیصلہ ہو جاوے تو ہماری آپکی نزاع اس مسئلہ میں اختتام پاوے اگر آپنے کسی امر کا اثبات کیا تو میدان آپکے ہاتھ آیا - ورنہ حق ہمارے ساتھ رہا -

ان سہ امور دوازدہ گانہ کی تفصیل سے ہمارا مقصود یہ ہے کہ آپکے مفاسد خیالات و فواحش اغلاط کی تفصیل تمام لوگونکو معلوم ہو اور جو آپکو بڑا دقیقہ رس و حقیقت شناس سمجھتے ہین انکو اپنے خیال کی غلطی ثابت ہو اور یہ بھی ظاہر ہو کہ جن باتونکو لوگ آپکے اجتہادیات و عندیات سے سمجھتے ہین وہ آپکے علم و فہم کے نتائج سے نہین ہین - بلکہ وہ پرانے فلاسفہ کی کفریات یا بدعات سے ہین - جنمین انکا اور آپکا اہل ادیان سماویہ سے کوئی امام نہین ہے

اور بڑا مقصود ہمارا اس قسم کی تفاصیل سے یہ ہوا کرتا ہے کہ لوگونکو مسائل دین کے دلائل پر اطلاع ہو اور مختلف فیہ امور سے امر حق کا علم حاصل ہو - یہی وجہ ہے کہ بلا ضرورت شدید و سخت استدعا مقام کے ہم بعضر مسائل مین ادنے تعلق کے لحاظ سے بسط سے بحث کرتے ہین اور اسکے دلائل و متعلقات کو تفصیل سے قلم مین لاتے ہین ایسی تفصیل کو سخن ناشناس اجنبی سمجھتے ہین اور جو ہمسے سوء ظنی رکھتے ہین وہ اسکو دفع الوقتی پر حمل کرتے ہین اور درحقیقت دونو فریق ہمارے مقصود پر مطلع نہین -

---

(حصہ دوم)

خدا کا نیچر اور ہم اور جناب سید احمد خانصاحب بہادر سی ایس آئی کا نیچر اور

ہم و اشتباہ ہمیشہ انسان کو خطا میں ڈالتا ہی
وہ اپنے وہم یا اشتباہ ہی لفظ کے اصلی معنی
چھوڑ کر اسکو اجنبی معنوں میں مستعمل سمجھتا ہے
اسمیں وہ دخل غلطی یہ کرتا ہی کہ ٹھیٹ محاورہ
اہل لسان کو جنمیں وہ لفظ بولا گیا ہی۔ لحاظ
نہیں کرتا۔ اور اس سے وہ معنی مراد سمجھتا
ہی جو اہل لسان کے خواب و خیال میں نہیں آئے
اُن سے پچھلے لوگوں نے اپنی اصطلاح میں مقرر
کئے ہیں اور کبھی وہ اس غلطی میں ایسا تیز قدم
ہو چلتا ہے کہ لغت قدیم و اصطلاح حادث

دونو کو طاق میں رکھدیتا ہی اور دونو سے
مغائر معنے مراد سمجھ لیتا ہے
اسکی مثال یہ ہے کہ کوئی لفظ صلوۃ یا حج
کے معنے وہ نہ سمجھے جو آنحضرت کے قول
و فعل سے ثابت ہیں اور اسلام میں مروج
بلکہ معنے نماز میں وہ یہ کہے جو کسی بیباک نے
کہا ہے ؎ صلوۃ عاشقان ترک وجود است
اور بیان معنی حج میں یہ شعر پیش کرے ؎
دل بدآور کہ حج اکبر آمد از ہزاراں کعبہ یکدل بہتر است
یا یہ کہے کہ حج کے معنے تو وہی مسلم ہیں جو

+ جناب سید احمد خانصاحب نے پرچہ تہذیب الاخلاق نمبر ۲ جلد ۲ مطبوعہ ۵ محرم ۹۲ھ میں کہا ہی "مشکل یہ ہی کہ الفاظ کے عام مشہور معنی آدمی کے دل کو شبہ میں ڈالدیتے ہیں۔ اسکو خیال نہیں رہتا کہ وہ عام لفظ اس خاص مقام پر کس مراد سے بولا گیا ہی" ۱۲

جناب سید احمد خانصاحب نے تہذیب نمبر ۲ جلد ۲ میں فرمایا ہی "الفاظ قرآن مجید کے وہی معنے لینگے جو ان پڑھ عرب کے ذہن میں متبادر ہوتے تھے نہ وہ معنے جو کسی علم کے عالموں نے بموجب اپنے اصطلاح کے قرار دیدیے ہیں" ایسا ہی لفظ ابن تیمیہ نے اعلام الموقعین میں کہا ہے۔ واضح غلط من حمل لفظ لا ینبغی فی کلام اللہ و رسولہ علی الاصطلاح الحادث و قد اطرد فی کلام اللہ و رسولہ استعمال لا ینبغی فی المحظور شرعاً و قدراً و فی المستحیل الممتنع کقولہ تعالیٰ وما ینبغی للرحمن ان یتخذ ولدا ۱۲

جو مسلمانون مین مروج ہین یہ اس گھر سے
جسکا حج فرض ہے وہ گھر مراد نہین ہے
جو مکہ مین ہو - وہ گھر کوئی اور ہی جو لنڈن
یا کیمبرج مین ہے جہانکا حج آجکل مہذب
حج کعبہ سے بڑھکر سمجھتے ہین اور وہان جاتے
یا وہان سے واپس آتے بھی اس مقدس گھر
سے گذر نہین کرتے -

محققین اہل اسلام جنکو آپ بھی سنی ہین ایسے
معنی مراد لینے کو تحریف کہتے ہین اور اُس کے
مرتکب کو منکر لفظ و محرف قرار دیتے
ہین - گو وہ بزعم خود تمسک لفظ اہلسنت
اور اپنی اس تحریف کا تاویل نام رکھے -
اس قسم کے وہمی تاویلون نے بہت لوگون
کو فطرت اللہ سے (جس سے مراد دین اسلام ہے)

جناب سید احمد نے صاحب بہادر رجسٹر انگلشیہ سے ملنا وغیرہ کا ذکر کیا تو انھون نے بعض معتقدین کے پاس لاہور مین
ہین تار بھیجا کہ بعض حاشیا کی ہو کہ سید صاحب لنڈن مین کس سال کے آخر تک تھے اور کب مصر کو گئے وہ جواب مین بذریعہ تار لکھا کہ سید صاحب ۱۸۶۹ء مین لنڈن سے مصر گئے تھے اور ۱۸۷۰ء کے آخر تک ہندوستان مین آگئے تھے

حاشیہ

قال الغزالی فی کتاب الفیصل التفرقہ بین الاسلام والزندقہ وھما جدا التکفیر والتکذیب فی الفروع فلو قال قائل البیت الذی بمکہ لیس ھو الکعبۃ التی امر اللہ بحجھا کفر اذ ثبت تواترا عن رسول اللہ خلافہ فلو انکر شہادۃ الرسول لذلک البیت انہ الکعبۃ لم یتفعل انکارہ بل یعلم قطعا انہ عاند لا لانہ یجوز قرب عھد بالاسلام - وقال فی الاقتصاد فی الاعتقاد الباب الرابع فی بیان من یجب تکفیرہ ومن الفرق الذین لا یکفرون اربعۃ عشر ذکر ثلثۃ منھا فی الصحیفۃ السابقۃ ثم قال الرابعۃ الخامسۃ من تیرک التکذیب الصریح ولکن ینکر اصلا من اصول الشریعۃ المعلومۃ بالتواتر عن رسول اللہ صلعم ویقول لست اعلم ثبوت ذلک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کقول القائل الصلوۃ الخمسۃ غیر واجبۃ فاذا قرع علیہ القرآن والاخبار قال لست اعلم صدق ھذا عن رسول اللہ صلعم فھذا غلط وتحریف ولکن یقول انا معترف بوجوب الحج ولکن لا ادری این مکۃ واین الکعبۃ ولا ادری این البلد الذی یستقبلہ الناس ویحجونہ ھل ھی البلدۃ التی حجھا رسول اللہ صلعم ووصفھا القرآن واھذا ایضا ینبغی ان یحکم بکفرہ لانہ مکذب لکنہ مخبر عن التصریح والا فالمتواترات یشترک فی درکھا العوام والخواص

حاشیہ

(182)

شکر کیا ہے جو حضرت ابراہیم کو خواب میں ذبح کرتے دیکھا یا

اس امر کو مصنف نے تین جگہ ایک ہی طرح سے بیان کیا ہے
جس سے صاف ظاہر ہے کہ مصنف کی دانست میں ان تینوں جگہ
صحیح ہے مگر آیات قرآن کی ایسی ہی غلط تفسیر
ہے جو تک اہل یورپ کے خیالات نہیں ہیں بیان کرتے
ہیں۔ اسکی ایک مثال لفظ فطرت یا فاطر ہے جو قرآن میں
کئی جگہ واقع ہیں

ان الفاظ کو اپنے اپنے معنی اور یا کسی اور کے خانہ ساز نیچر کے معنوں
سمجھا ہے اور اسکے ثبوت میں ایک طولانی مضمون بخلاف سے
بہار ہوا تہذیب الاخلاق میں جو ہی کے پہلے پرچہ میں شایع کیا ہے

اسکا خلاصہ چند سطور میں بخیال دلیل پیش ہوتے ہیں

(۱) خدا تعالے فرماتا ہے فطرة الله التی فطر الناس علیها
میں نیچر کو اپنا دین بتایا ہے

(۲) موسی (علیہ السلام) ربانی کا سوال کیا تو اسکو بھی
پہاڑ پر (جو نیچر کا ایک جزو تھا) نظر کرنیکا حکم ہوا

(۳) خدا خود بھی اپنے آپ کو کچھ بتا نہیں سکا اور جو بتایا نیچر
بولا کہ میں نے زمین کو تمہارے لیے بچھونا اور آسمان کو چھت
بنایا اور آسمان سے پانی برسایا جس سے تمہارے لیے طرح طرح کے
میوے نکالے یا وہی خدا ہے"

یہ بعینہٖ الفاظ جا بجا ہیں جو بعض آیات قرآنی کا ترجمہ ہے۔
ایسے ہی من میں ورتیانات کا ترجمہ نیچر فضل کر دیا جسمیں ایسا
تعالے کی مخلوقات کا بیان ہے اصل آیات غرض بعضوں نے ایک حاشیہ
کی قلم میں آوینگی انشاء اللہ تعالے

(۴) موسی نور علیہ السلام نور عین کے ساتھ جو خدا کو ثابت کیا
تو اسنے نیچر کو پیش کیا۔ اور بولا کہ خدا وہ ہے جو آسمان و زمین
کا اور جو اسمیں ہے سکا رب ہے

(۵) جو چیز بنائی اسنے لوگو نے نیچر کا راستہ بتایا

(۶) ابراہیم نے (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کو پہچانا تو اسنے نیچر سے
پہچانا یعنی ستارہ و چاند و سورج دیکھکر یقین کر لیا کہ میرا خدا وہی
ہے جسنے ان سب کو بنایا

(۷) الغرض تمہ سو یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ہم نیچر ہی ہمارا ہادی اور راہنما ہے

† از المجلد یہ مواضع ہیں

قل اغیر الله اتخذ ولیا فاطر السموات والارض	انعام ع۸
انی وجهت وجهی للذی فطر السموات والارض	انعام ع۹
فاطر السموات والارض انت ولیی فی الدنیا والاخرة	یوسف ع۱
قالت رسلهم افی الله شك فاطر السموات والارض	ابراهیم ع۲
قال بل ربکم رب السموات والارض الذی فطرهن	انبیاء ع۱
فطرة الله التی فطر الناس علیها	روم ع۴
الحمد لله فاطر السموات والارض	ملئکه ع۱
قل اللهم فاطر السموات والارض	زمر ع۵
ومالی لا اعبد الذی فطرنی	یس ع۲
الا الذی فطرنی فانه سیهدین	زخرف ع۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

موسوی نیچری ابراہیمی نیچری سارے انبیا نیچری یہانتک
کہ خدا خود نیچری ہے۔ وہ نہ ہندو ہے نہ عرفی
مسلمان نہ مقلد نہ لامذہب نہ یہودی نہ عیسائی وہ
توچھٹا ہوا نیچری ہے

تعالی اللہ عما یقولون علوا کبیرا

اسمضمون مخالطات مشحون مین آپنے وہی کلم کہا ہے اور لفظ فطرت
وغیرہ کے سمجھنے اور اسکے معنی بیان کرنمین اسی وہم کو دخل پایا ہے
جو معنی لفظ کو قدیما وحدیثا محاورہ عرب مین چلآتے ہین اگر
تو اپنے بالائی طاق کو رکھدیا ہے اور جو خبط آپکو وہم و خیال مین آیا ہے
اسکا نیچر نام رکھکر دالہی قرار دیا ہے یہ لفظ محاورہ قدیم و جدید
عرب مین پیدائش اور نیچر سے ہی پیدا کرنیکے معنون مین مستعمل ہوا ہے
جسکو دسری آیات بلفظ خلق و ابداع وغیرہ کی تعبیہ کیا ہے

بقرہ ۶	۳
یونس ع ۱	
انعام ع ۳	
ابراہیم ع ۱	
اعراف ع ۶	
یونس ع ۴	
رعد ع ۱	
نحل ع ۱	
نحل ع ۹	
لقمان ع ۲	
روم ع ۳	
فاطر ع ۱	

بیت ان فی خلق السموات والارض الخ
یا ایها الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم الخ
ان الله فالق الحب والنوی الخ
هو الذی انزل من السماء الخ
ان ربکم الذی خلق السموات الخ
قل من یرزقکم من السماء الخ
هو الذی یریکم البرق الخ
خلق السموات والارض الخ
انزل من السماء ماء الخ
ان لکم فی الانعام الخ
ان الله یزجی سحابا الخ
ومن ایاته ان خلقکم من تراب الخ
بدیع السموات والارض الخ

اسی معنی کو خدا تعالی نے اسکو استعمال فرمایا ہے اسی معنی سے اسکو رسولون
نے یہی معنی اصحاب رسول اللہ نے سمجھے ہین یہی ان سے پہلے
مفسرون نے یہ محاورات و الفاظ آیات (فطر السموات فطرت
وفطرنی فطر الناس) سے صاف ظاہر ہو رہا ہے مع ذلک اقوال نفس بھاپہ
مفسرین کیونکر بھی سکی تائید و شہادت مین نہ کیا جاتا ہے

اخرج ابو عبید فی فضائل	ابو عبید نے ابن عباس (جنکو ترجمان قرآن
من طریق مجاهد عن	کہتے ہین) روایت کیا ہے کہ ابن عباس
ابن عباس قال کنت	نے فرمایا کہ مین فاطر السموات کے معنے
لا ادری فاطر السموات	نہ جانتا تھا یہانتک کہ دو اعرابی ایک
حتی اتانی اعرابیان	کنوئی کے مقدمہ مین جھگڑتے آئے
یختصان فی بئر فقال	اُنمین سے ایک نے کہا (انا فطرتها)
احدهما انا فطرتها	یعنے اسکو مین نے بنایا اور بنا کھڑا ہے
ابتدأتها	(اسکے اس محاورہ سے معلوم ہوا کہ فطر معنی
ذکره السیوطی فی	پیدائش ہے) اور تفسیر بیضاوی معالم و
تفسیر الاتقان والبیضاوی	جلالین مین مرفع البیان مین لفظ فاطر السموات
فی تفسیره قال ابن طاهر فی	والارض کو جو سورہ انعام مین واقع ہے بلفظ
مجمع البحار	خالق و مبدع و مبدی کی تعبیہ کیا ہے
وقد فسر فی تفسیر البیضاوی	اگر آپ اس لفظ سے یہ معنی قدیمی
والمعالم والجلالین فطرهما	وغیرها قوله تعالی فاطر	مراد لیتے اور اسکو نیچر قرار دیتے
السموات والارض بلفظ	تو ہم آپ سے نزاع نہ کرتے اور
خالقها ومبدعها	نہ اس معنی نیچر سے انکاری ہوتے
ومبدیها	

تحریر مین لائی ہین **حاشیہ**

(183)

سب کوئی جانتا ہی کہ خدا تعالے نے مخلوقات کو بنایا اور اسی سے اپنا ہونا ہمکو بتایا۔ اسکے ذریعہ سے انبیا نے لوگونکو خدا کیطرف بلایا اور اسی سے خدا تعالے کے وجود پر استدلال کیا۔ پہر اس سے انکار کون کرسکتا ہے۔ ہان اس سے کسیقدر انکار ہی تو آپ لوگونکو ہے۔ جو خدا تعالے کی بہتیری پیدایش کو (جسکے وجود کی خدا نے خود خبر دی ہے۔ جیسے دوزخ بہشت۔ جن۔ ملک۔ شیاطین حور عین) آپ لوگ نہین مانتے۔ اور تاویل و تحریف کی آڑ مین اس سے انکاری ہین۔

ولیکن آپ اس لفظ سے یہ معنی مراد نہین لیتے اور نیچر فقط اسی پیدائش کو نہین کہتے۔ بلکہ اسے پیدائش کی وہ حالت مراد لیتے ہین جسکو بذریعہ عقل وجود پیدائش سے اختراع کرتے ہین۔ اور اسکو قانون قدرت قرار دیتے ہین اور اسکو بمنزلہ ایک کتاب کے (جسمین جملہ اخلاق یا احکام حلال و حرام کے تفصیل ہو) خیال کرتے ہین۔ اور اسکے مطالعہ کو ادراک احکام کے لئے کافی سمجہتے ہین۔ اور اسکے ناظرین و مطلعین کو اُن کتابون کی (جو خدا تعالے نے رسولونپر اتارے ہین) مراجعت سی مستغنی جانتے ہین اور اُن لوگونکو (گو وہ آپکے نزدیک صدیون در صدیون مین شاذ ہوتے ہین) بمنزلہ پیغمبر مانتے ہین اور انکو ہدائت و رہنمائی پیغمبر سے بے پرواہ خیال کرتے ہین

یہ صفتین اس حالت یا نیچر یا قانون قدرت کی آپکی مضمون کانشنس مین جسکے ہم بتفصیل شرح کرچکے ہین موجود ہین

اس حالت پیدائش کے مجوز آپ ہی ہین اور اس قانون قدرت کے مقنن آپ اور اس خیالی نیچر کے خالق آپ پہر از راہ افترا اسکو قانون قدرت الٰہی بناتے ہین۔ اور اسکو خدا کا نیچر کہتے ہین

اسحالت (یا قانون قدرت یا نیچر) کے وجود پر خدا یتعالے نے اپنی کتاب مین شہادت نہین دی۔ اسکے رسولون نے اسکی تصدیق نہین کے۔ عرب کے اُن پڑھون نے (جنکی زبان پر لفظ فطرت قرآن مین نازل ہوا)۔ اسحالت کو نہین سمجہا اور لفظ فطرت کو اس معنی سے تفسیر نہین کیا۔

خدا تعالے نے حضرت موسی (علیہ السلام) کو
پہاڑ پر نظر کرنے کا ارشاد کیا یا تمام بندونکو
آسمان و زمین وغیرہ پیدائش بتا کر غور و فکر
کرنیکا حکم دیا تو اس سے فقط اپنے وجود
و کمال عظمت کا اثبات کیا اور ان چیزون سے
ان امور کے اثبات پر لوگونکو آمادہ کیا۔
ساتھہ اسکے یہ نہین فرمادیا کہ یہ پہاڑ یا
تمام مخلوقات ہماری ایک کتاب ہی جس سے
جملہ احکام حلال و حرام دریافت ہو سکتے
ہین

حضرت موسیٰ نے فرعون کے سامنے
پیدائش خدا کا ذکر کیا تو
اس سے خدا کے وجود ہی کا اثبات کیا اور
اسکو کتاب ادراک احکام نہین فرمایا

حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے ستارون
مین نظر و تامل کیا تو اس سے خدا کا ہونا
پہچانا۔ بقیہ احکام حلال و حرام کا دستور
العمل نہین جانا۔ ایسا ہی اور انبیاء نے
وجود مخلوق کو وجود خالق پر دلیل ٹہیرایا
ہے۔ کسی نے یہ نہین کہا کہ یہ مخلوقات
یا انکے حالات احکام شرعیہ کے لئے
بمنزلہ کتاب ہین جس سے بدون مراجعت
انبیاء و کتب سماویہ احکام حلال و حرام
دریافت ہو سکتے ہین۔

اسیطرح عرب عربا سمجھتے چلے آئے ہین۔
کسینے قول خدا یا اقوال انبیاء کے جو فطرت
مین وارد ہین وہ جعلی معنی نہین کئے
اور جب خدا تعالے اور اسکے رسولون نے
پیدائش کی ایسی حالت نہین بتائی اور یہ
حالت لفظ فطرت کے بولنے اور سمجھنے
والون کے خیال مین نہین آئے تو پہر
لفظ فطرت سے یہ حالت کیونکر مراد ہو سکتی
ہے۔

بالجملہ وہ لفظ محاورہ عرب مین بمعنی پیدائش
ہے اور اسے معنے سے اللہ اور اسکے
رسولونکی کلام مین مستعمل ہوا ہے اور
جناب نے اسکو ایک حالت کے معنون مین
سمجھا ہی جو آپکی عقل یا خیال یا وہم سے
متولد یا مخلوق ہے اور اس پیدائش
اور اس حالت مین جو فرق ہے سو ظاہر
ہے۔ محتاج بیان نہین ہے۔ و مع ذلک
بنظر مزید توضیح اسکی چند تمثیلات کو ذکر کیا

ہوتا ہے۔

(۱) انسان کی آنکھ کا کان خدا کی پیدائش یا نیچر ہے اور آنکھ میں مثلاً ایسی قوت تجویز کرنا کہ وہ ہر موجود کو جیسے جن۔ فرشتہ۔ روح۔ ذات باری دیکھ لے اور جو اس سے نظر نہ آوے اسکو موجود نکہا جاوے۔ یہ ایک حالت ہی جسکو یہ حضرات نیچر سمجھتے ہین اور بنا علیہ قبر کے سانپ و بچھو نکو تاویل رد کرتے ہین خدا نے اسکو نیچر نہین کہا اور نہ ہر کسی کی آنکھ سے اس صفت کا مشاہدہ ہوا ہے بہتیری آنکھین ایسے بھی ہین جو فرشتونکو دیکھتی ہین۔ اور بہتیرے کان ایسے ہین جو عذاب قبر کی آوازین سنتے ہین وقس علی ہذا

(۲) وجود حیوانات و جمادات پیدائش یا نیچر ہے اور انہین یہ امر مقرر کرنا کہ یہ کبھی انسانون کیطرح کلام نہین کر سکتے اور نہ اور حاقلانہ افعال اُنسے صادر ہو سکتے ہین یہ ایک حالت ہی جسکو منکرین معجزات و خوارق انبیا نیچر بتاتے ہین۔ اور بنا علیہ (مثلاً) حضرت سلیمان ع کے چیونٹی کا کلام کرنا اور اصحاب فیل کو پرند جانور و نکا کنکر مارنا اور جمادات کا ظاہری تسبیح کرنا (جو لوگو سنے سننے مین آوے) اور درختونکا آنحضرت کی نبوت پر شہادت دینا اور ایک پتھر کا موسے علیہ السلام کا کپڑا لے بھاگنا یہ حضرات نہین مانتے اور بتاویل اسکو رد کر دیتے ہین یہ نیچر خدا تعالے نے نہین بنایا انہین کے خیال مین آیا ہے

(۳) انسان اور حیوانات کا منی سے پیدا ہونا ایک نیچری امر ہے مگر اس منی کو مدار خلقت ٹھہرانا اور سوا اس منی کے پیدائش انسان و حیوان کو محال جاننا اور بنا علیہ مسیح کی پیدائش سے بدون باپ کے منکر ہونا یا قبر کے مٹی سے انسان کا زندہ ہو کر نکل آنے کو نہ ماننا ایک حالت ہی جسکو منکرین نے انسان و حیوان کے نیچر مین داخل سمجھ رکھا ہی یہ امر خدا کا نیچر نہین ہے

اسی قسم کے ایک نہین ہزارون حالات پیدائش ہین جنکو یہ لوگ اپنی عقل سے نکالتے ہین پہر انکو خدا کا نیچر بتاتے ہین اور واقع

ہین وہ حالات بجزان لوگون کے خیالات کے
کہین پائی نہین جاتی
تفصیل اسکی ہم اسوقت کرینگے جبان حضرات
سے انکی فروعات مین مخاطب ہونگے
اس اجمالی بیان سے ناظرین سمجھ سکتے ہین
کہ پیدایش اور ہی اور حالات پیدائش جسکو کوئی
اپنی اپنی سمجھ کے موافق قرار دیتا ہے اور -
پیدائش کو فطرت الہی یا نیچر کہہ سکتے ہین -
انکی حالات کو جو حضرات مخالطین یا اور لوگ
اپنی عقل سے تجویز کرتے ہین خدا کا نیچر
نہین کہہ سکتے - اگر وہ نیچر ہے تو انہین
لوگو نکا نیچر ہے - جنہون نے اسکو از خود تجویز کیا
یہان اگر کوئی یہ **سوال** کرے کہ آیت فطرۃ
اللہ التی فطر الناس علیہا مین فطرت یا
نیچر کو دین ٹہرایا ہی اور اسکے التزام کا
ارشاد کیا - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
فطرت سے یہان کوئی حالت پیدائش مراد
ہے جسکو دین کہا جاسکتا ہی نہ نفس پیدائش
جسکا دین ہونا اور اسکا لازم کر لینا متصور ہو
تو **جواب** اسکا یہ ہی کہ بیشک جسکو دین کہا
ہے وہ کوئی حالت ہی نہ نفس خلقت -
دلیکن وہ حالت وہ نہین ہے جسکو تمہین
نیچر حالت پیدائش سمجھتے ہین - اور اسکو
قانون قدرت بنا بیٹھے ہین - اور اسکو
جملہ احکام حلال و حرام کے بمنزلہ ایک کتاب کے
جانتے ہین جسکے مطالعہ کرنیوالون کو بمنزلہ پیغمبر
مانتے ہین اور انکو ہدایت و بعثت انبیاء سے
مستغنی سمجھتے ہین
بلکہ وہ ایک خاص حالت ہی جو فقط اعتقاد توحید
و اعتراف ربوبیت و وحدانیت رب وحید کا محرک
و معدن ہو سکتی ہے بے شک اسحالت کو خدا تعالے
نے بنایا اور نیچر انسان مین داخل کیا اور بروز
میثاق اسکی زبان پر اسکو جاری کیا اور ہر ایک
انسان کو اسکے ذریعہ سے خدا کو پہچان لینے
کا ملکہ دیا اور اسحالت کو دین کہا اور اسکی
ملازمت و محافظت کا ارشاد کیا
اس سے کوئی جملہ حالات پیدائش کو (گو وہ
اسکی یا اسکے بہایون کی خود تجویز ہی حالتین
ہون) مراد سمجھے اور اسکو ادراک جملہ احکام
شرعیہ کے لئے مخزن خیال کرے تو یہ
اسکی سمجھ ہے ؎ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست
مگر اسکی اس سمجھ پر نہ قرآن و حدیث کی شہادت

ہے۔ اس سے علما امت کو موافقت۔ قرآن
مین اس آیت سے پہلے اور لا آیات اثبات
قدرت اور وحدت باریتعالے کا ذکر ہے
پہر ایک مثال کا جس سے توحید تصرف ربوبیت
ثابت ہی بیان ہے۔ پہر اس آیت مین دین توحید
کا فطری ہونا ظاہر کیا۔ اور فرمادیا تو اپنے
مونہ کو خدا کے دین کیطرف (جو توحید ہی)
سیدھا رکھہ (لوگو) تم اس توحید کو جسپر
ہمنے لوگونکو بنایا لازم پکڑو۔ اسمین کچھہ تبدیل
وتغیر مت کرو۔ یہی توحید سیدھا دین ہی پر اکثر
لوگ نہین جانتے

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب مصنف تفسیر عباسی نے
(جنکا قول آگے پلائے ہین) اسکا ترجمہ دین کیا ہے
تو انکی بھی مراد ہی کہ خدا نے دین اسلام کو فطرت کہا
اور مفسرین۔ بیضاوی۔ بغوی۔ جلال الدین
محلی۔ محمد بن علی شوکانی نے اس فطرت کو دین
یا اسلام سے تعبیر کیا ہی تو انکی بھی یہی مراد ہے
کہ دین توحید کو خدا نے فطرت کہا ہی
کسیکی کلام کا منشا و مفاد یہ نہین ہی کہ جس کسے
چیز کو کوئی فطرت سمجھہ لے یا اسپر فطرت کا اطلاق
ہوسکے وہی خدا کا دین ہے۔ اور فطرت
عالم جملہ احکام شرعیہ کا مخزن ہوسکتی ہے
جسکے ہوتے رسولونکے بھیجنے اور آسمان سے
کتابون کے نازل کرنیکی حاجت عام باقی
نہین رہتی۔ جیسا کہ آپکا خیال ہے۔
حاصل مرام لائق فہم عوام یہ کہ جس چیز کو اس آیت
مین فطرت کہا ہی اس سے توحید مراد ہے جسکو
دین یا اسلام سے تعبیر کیا ہے۔ اس سے
توحید کے سوا اور امور فطرت کا (واقعی ہون
خواہ خیالی) دین ہونا ثابت نہین ہوتا اور
علما جو منطق سے فی الجملہ شناسا ہین اسمطلب
کو یون سمجھہ سکتے ہین کہ دین اور فطرت مین
جانبین سے تصادق کلی نہین ہی۔ جس
چیز کو اس آیت مین دین کہا ہے بیشک وہ
فطرت ہی۔ پر جس کسی چیز کو فطرت کہا جاوے
وہ عموماً دین نہین ہوسکتی ہے اور یہ بات
دعوے جناب کے مخالف ہے جو عموماً فطرت
کو عین دین سمجھہ بیٹھے ہین اور قانون قدرت
کو بدون بعثت انبیا و ادراک اخلاق احکام
کے لئے (گو شاذ لوگونکے واسطے کیون
نہو) کافی سمجھتے ہین۔
اب مین اپنی بیان کی تائید مین چند اقوال

مفسرین و محدثین کو نقل کرتا ہوں اور جو معنی اس آیت کے میں نے بیان کئے ہیں وہ اور ان سے ثابت کر دکھاتا ہوں

قال البیضاوی وھو معتمد علیہ اعتمادکم فطر الناس علیہا اخلقھم علیھا وھی قبولھم للحق وتمکنھم من ادراکہ اوملۃ الاسلام فانھم لو خلوا وما خلقوا علیہ ادی بھم علیھا

بیضاوی نے جسپر اپکا اعتماد ہے کہا ہے فطر الناس کے معنی یہ ہیں کہ خدا نے انکو اس حالت پر پیدا کیا کہ وہ حق کو قبول کر لینے اور اسکے سمجھ لینے کی قدرت رکھیں یا اس سے دین اسلام مراد ہے اسلئے کہ اگر وہ لوگ جبلت پر چھوڑے جاویں یعنی کوئی انکا مانع و مزاحم نہو تو وہ جبلت انکو دین اسلام کیطرف پہنچا دے یعنے اسکو مان لیں

وقیل العھد المأخوذ من آدم ذریتہ۔

اور بعض نے کہا ہے کہ اس سے وہ عہد مراد ہے جو آدم اور اسکی اولاد سے (بروز میثاق) لیا گیا ہے

قال المحلی فطرخلق الناس علیھا وھی دینہ ذلک الدین القیم المستقیم توحید اللہ

جلال الدین محلی نے کہا ہے۔ خدا نے لوگوں کو جس جبلت پر بنایا ہے وہ اسکا دین ہے۔ یہ سیدھا دین ہے جو خدا کے توحید ہے

قال البغوی ای خلق الناس علیھا وھذا قول ابن عباس وجماعۃ من المفسرین ان المراد بالفطرۃ الدین وھو الاسلام

بغوی نے کہا ہے اس آیت سے مراد یہ ہے کہ خدا نے لوگوں کو جس جبلت پر بنایا جس سے بنا بر قول ابن عباس و مفسرین کے ایک جماعت کے دین اسلام مراد ہے

ثم ذکر حدیث من یولد یولد علی الفطرۃ فابواہ یھودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ

پھر بغوی نے اس حدیث کو ذکر کیا کہ جو کوئی پیدا ہوتا وہ جبلت پر پیدا ہوتا ہے پھر اسکے ماں باپ اسکو یہودی بنا لیتے یا نصرانی یا مجوسی

ثم فسرہ بقولہ یعنی علی العھد الذی

پھر اسحدیث کی تفسیر اس قول سے کی کہ اس جبلت سے

اخذ الله عليهم بقوله الست بربكم قالوا بلى

وكل مولود فهو على ذلك الاقرار وهو الحنيفية التي وقعت الخلقة عليها وان عبد غيره

قال الله تعالى ولئن سئلتهم من خلقهم ليقولن الله وقالوا وما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفى

ولكن لا عبرة بالايمان الفطري في احكام الدنيا وانما يعتبر الايمان الشرعي المامور به المكتسب على الارادة والفعل

الا ترى انه يقول فابواه يهودانه فهو مع وجود الايمان الفطري محكوم عليه

وعن عبد الله بن المبارك انه قال معنى الحديث كل مولود يولد على خلقته التي جبل عليها في علم الله تعالى من السعادة والشقاوة فكل منهم صائر في العاقبة الى ما فطر عليها وعامل في الدنيا بالعمل

وہ عہد مراد ہے جو اللہ تعالے نے اُن سے روز میثاق یہ کہکر کہ کیا مین تمہارا رب نہین ہون لیا تہا انہون نے اسکے جواب مین بلی (یعنے ہان) کہا۔

اس دنیا مین جو کوئی پیدا ہوا ہے وہ اسی اقرار پر پیدا ہوا ہے یہی ہے کیسو ہونا جسپر سب کے پیدائش ہے چاہو کوئی اللہ کے سوا اور چیز و نجو پوجتا ہے

خدا تعالے نے فرمایا کہ اگر تو ان بت پرستون سے پوچھے کہ تمہین کس نے پیدا کیا تو یہی کہینگے کہ خدا نے اور یہ بہی وہ کہتے ہین کہ ہم بتونکو اس لئے پوجتے ہین کہ وہ ہمکو خدا سے نزدیک کر دین۔

ولیکن اس جبلی ایمان کا احکام دنیاوی مین کچھ اعتبار نہین ہے۔ اعتبار اُسی ایمان کا ہے جسکا شرع مین امر آچکا ہے اور وہ ارادہ اور فعل سے حاصل کیا جاتا ہے۔ دیکھو آنحضرت نے اس جبلی ایمان کے ہوتے اسکو ماں باپ کے تابع ہو جانے سے یہودی و نصرانی کہا۔

عبد اللہ بن مبارک سے روایت ہے کہ انہون نے اس حدیث کے یہ معنے کئے ہین کہ سب کوئی اپنی اصلی جبلت پر پیدا ہوتا ہے جسکو خدا جانتا ہے (یعنے ہم نہین جانتے) نیک بختی پر یا بدبختی پر پس سب کوئی انجام کو اسیطرف رجوع کرتا ہے جو اسکی جبلت مین ہوتا ہے۔ اور دنیا مین وہی کام کرتا ہے

المشاکل لہا

فمن امارات الشقاوۃ للطفل ان یولد بین یھودیین

وقیل معناہ کل مولود یولد فی مبداء خلقہ علی الجبلۃ السلیمۃ والطبع المتہیی لقبول الدین فلو ترک علیھا لاستمر علی لزومھا لان ھذا الدین موجود حسنہ فی العقول

جو اسکے مناسب ہین

بدبختی کی علامت یہ ہی کہ وہ یہودیون کے گھر پیدا ہوا اور اسکے ماں باپ اسکو یہودیت کی تلقین کرین

بعضون نے کہا ہے اسکے معنی یہ ہین کہ وہ ابتدا خلقت مین جبلت سلیم اور ایسی طبیعت رکھتا ہی کہ اگر وہ اسپر چھوڑا جاوے کوئی مزاحم ومانع نہ ٹھہرا ہو جاوے تو وہ اسی دین کو لازم پکڑے - اسلئے کہ اس دین کی خوبی عقل مین آچکی ہے

لا تبدیل لخلق اللہ حال الفطرۃ علی الدین قال معناہ لا تبدیل لدین اللہ وھو خبر بمعنی النہی ای لا تبدلوا دین اللہ قال مجاھد وابراھیم معنی الایۃ الزموا فطرۃ اللہ واتبعوہ ولا تبدلوا التوحید بالشرک

لا تبدیل لخلق اللہ کے معنی ان لوگونکے قول پر جو فطرت سے دین مراد سمجھتے ہین یہ ہین کہ دین کو بدلا نہ دو - یہ گو بظاہر ایک بات سنا دی ہی لیکن بحقیقت مین ایک امر سے ممانعت کی ہی یعنے یہ کہا ہی کہ دین کو مت بدلاؤ مجاہد وابراہیم نے اسکے یہ معنی کہے ہین کہ خدا کے دین کو لازم پکڑو - اور توحید کو شرک سے نہ بدلو -

ان اقوال سے ثابت ہوا کہ لفظ فطرت سے اس آیت مین وہ حالت مراد نہین جسکو یہ لوگ خیال کرتے ہین اور اسکو ادراک جملہ احکام کے لئے بمنزلہ ایک کتاب کے سمجھتے ہین - بالجملہ ان معنی کر کے کسی لفظ قرآن کا مدلول نہین اور جس معنی پر آیات متضمنہ

ذکر فطرت کو آپ حمل کرتے ہین وہ واقعی اسکے معنے نہین

اس سے میرا یہ خیال کہ امر مذکور الصدر کے آپ مصداق ہین اور ہمیشہ قرآن کے سمجھنے و بیان کرنے مین اسی وہم مین مبتلا رہتے ہین ثابت ہوا اور اسکے ضمن مین

(187)

مضمون عنوان (کہ خدا کا نیچر اور ہی اور
سید احمد خانصاحب کا نیچر اور) ثبوت
کو پہنچا اور جواب مضمون جناب جو اثبات
نیچر مین آپنے زیب رقم فرمایا تہا ادا ہوا
اسکے ضمن مین میرے اسبات کے (جو مینے
بحث کانشنس کے ضمن مین قانون قدرت
کی نسبت کہی تھے کہ وہ کوئی امر مشخص نہین
اور اسکی شرح و تفصیل بجز لوح عقل کہین
لکھی نہین ہوئی) نیز شرح ہوگئی کہ اس
قانون قدرت سے وہ قانون مراد ہے
جسکو آپ لوگ قانون سمجھہ بیٹھے ہین نہ نفس
قدرت و پیدائش - جس سے کوئی انکاری
نہین ہے - آیندہ توفیق فہم و تسلیم منجانب
ہادی مطلق ہے

من یہد اللہ فہو المہتد و من یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا

راقم ابو سعید محمد حسین لاہوری

اشتہار نصح آثار

رسالہ مصباح الادلہ لدفع الادلہ الادلتہ
تالیف شریف مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی
بجواب ادلہ کاملہ حضرت مولوی محمد قاسم صاحب
نانوتوی (جسکا مژدہ مین ضمیمہ اشاعۃ السنتہ
نمبر چہارم جلد دوم مین سنا چکا ہون) مدت
سے چہپکر شائع ہو رہا ہے - طالبین دین
و متبعین سنت سید المرسلین اس رسالہ کو نقد
جان دیکر بھی خریدین تو ارزان ہے - مین اس
رسالہ کو اکثر لوگونکی حق مین اپنے رسالہ اشاعۃ السنتہ
کی نسبت زیادہ مفید سمجھتا ہون - اور اسکے
خریدنے کو اسکی خرید سے مقدم جانتا ہون
جواب ترکی بہ ترکی کے مثل کو مین سنا کرتا
پر جیسا اسکا مشاہدہ اس رسالہ مین کیا ہے
کہین آگے نہین کیا -
مسائل کا کوئی طالب ہو تو اسمین دیکھ لے مناظرہ
کا ڈہنگ سیکہنا ہو تو اس سے سیکھے - طرز

ظرافت مہذبانہ معلوم کرنا ہو تو اس سے
کرے
مکرمی شیخ عبید اللہ صاحب اسکی تقریظ مین کیا خوب
لکھتے ہین" فقیر نے اس رسالہ کو کلام محقق اور
مدلل اور مطابق عقائد اہل سنت کے اور موافق
مذہب سلف صالح کے پایا اور جامع بہت
مضامین اور اکثر مسائل ضروریہ کا - اگرچہ
اسکے بعض مقام مین مثل مولف رسالہ ادلہ کاملہ
کے کلام شجاعانہ اور ظرافت آمیز بھی ہے
و ہر چند یہ امور ادلہ اربعہ شرعیہ مین داخل
نہین ہین لیکن بیشک اوقع فی النفوس
ہوتے ہین چنانچہ سعدی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے
بہ پرویزن معرفت پیختہ بشہد ظرافت برآمیختہ"
مین اسکو اس سے بھی زیادہ سمجھتا ہون اسلئے
اسکے خرید کی ناظرین اشاعۃ السنۃ کو خصوصًا
و جملہ موحدین کو عمومًا دل سے رغبت دلاتا
ہون - اسکی قیمت کی شرح یہ ہے - م

اغنیا و اہل وسعت سے فی نسخہ	۸ر
عامہ خریداران سے	۶ر
کم وسعت لوگون اور بیس تیس نسخون کے خریدارون سے فی نسخہ	۵ر
محصول ڈاک فی نسخہ	۱ر

یہ کتاب دہلی مین مولوی نور محمد ملتانی مقیم
مدرسہ مولانا و شیخنا سید محمد نذیر حسین
صاحب محدث دہلوی - و میر معظم صاحب
مہتمم مطبع فاروقی سے مل سکتی ہے -
اور دیرہ دون ضلع سہارنپور مین محمد حنیف
صاحب سوداگر ولد پیرجی خدابخش سوداگر
بازار دہامون والہ سے مل سکتی ہے
اور خاص کر سکنہ پنجاب کو بذریعہ راقم الحروف
لاہور مسجد چنیانوالی سے - مقدار کتاب دس جزو
ہے - زبان اردو سلیس - طبع مصفا

المشتہر ابو سعید عفا اللہ عنہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah.